سوال

(539) نبی ﷺ کا ہر نماز میں رفع الیدین کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا حضور نبی کریم ﷺ اپنی ہر نماز میں رفع الیدین کرتے رہے ؟ اور آپ ﷺ اپنی تمام زندگی رفع الیدین کرتے رہے یا آپ ﷺ نے اسے ترک کردیا تھا؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کبھی کبھی رفع الیدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اسے ترک کردیا تھا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زیرِبحث مسئلہ سے غالباً سائل کا مقصود قبل از رکوع اور بعد از رکوع رفع الیدین ہے۔ اسی تقدیر پر ہم آئندہ موضوع پر بحث کریں گے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا ثبوت غالباً حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ ائمہ محدثین میں سے کوئی ایک بھی مؤلف ایسا نہیں پایا جاتا، جس نے اس کے نسخ کی تبویب (باب) قائم کیا ہو۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک دعویٰ نسخ کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسی بناء پر مولانا عبدالحی حنفی فرماتے ہیں :

'اِنَّ ثُبُوتَه عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَکثَرُ، وَأَرجَحُ۔ وَاَمَّا دَعوَی نَسخِهِ، فَلَیسَت بِمُبَرهَنٍ عَلَیهَا بِمَا یَشفِی العَلِیلَ، وَیُروِی الغَلِیلَ' التعلیق المجد

یعنی رسول اکرم ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا بہت کافی اور نہایت عمدہ ثبوت ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے ان کا قول بے دلیل ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں : کہ جب رکوع کرنے کا ارادہ کرے تو رفع الیدین کرے، اور جب رکوع سے سر اٹھائے اس وقت بھی رفع الیدین کرے۔ میں رفع الیدین کرنے والوں کو نہ کرنے والوں سے اچھا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں اور بہت صحیح ہیں۔ حجة اللہ البالغة : ۲/۴۳۴

غور فرمائیے ...!! کیا اس منطق کو حضرت شاہ صاحب نہ پاسکے کہ رفع الیدین تو منسوخ ہے، اور میں ان لوگوں سے اظہار محبت کیوں کر رہا ہوں، جو رفع الیدین پر عامل ہیں۔ جب کہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے اور حنفی مذہب کی مستند کتاب ''درّمختار'' میں ہے کہ جس نے کہا کہ رفع الیدین سے نماز میں نقصان آتا ہے، اس کا قول مردود ہے اور رکوع میں جانے سے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔ (۱/۵۸۴)

پھر مذاہبِ اربعہ میں سے تین مذہب مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ رفع الیدین کے حامی ہیں۔ کیا یہ سب لوگ (نعوذ باللہ) منسوخ پر عمل کرتے ہیں۔ ان کو نسخ کا علم نہ ہوسکا ہو۔ بعید از عقل ہے

...... پھر یہی نہیں کوفیوں کے ماسوا جملہ محدّثین وفقہاء اس کے قائل تھے۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا انتقال اسی مسلک پر ہوا تھا۔ (۱۵/۷۸/۲) بلکہ ہمیں توبذاتِ خود حنفیہ سے بھی ایسے افراد نظر آتے ہیں، حنفی ہونے کے باوجود ان کا عمل رفع الیدین پر تھا۔

چنانچہ قاضی ابویوسف کے شاگرد عصام بن یوسف ابو عصمہ کے بارے میں یہ بات مشہور ہے:

'کَانَ یَرفَعُ یَدَیہِ عِندَ الرَّکُوعِ وَالرَّفعِ مِنہُ' الفوائد ص ۱۱۶، بحوالہ صفۃ صلوۃ النّبی ص ۲۶

یعنی وہ رکوع کو جاتے وقت، اور اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

اس روایت پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سکوت کیا ہے جو اس کے قابلِ استدلال ہونے کی دلیل ہے اور حافظ زیلعی حنفی نے بھی ''نصب الرایہ'' میں اس پر کلام نہیں کیا۔ نیز مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

'اِنَّ سَکُوتَہٗ فِی التَّلخِیصِ عَلٰی حَدِیثٍ یَدُلُّ عَلٰی صِحَّتِہٖ اَوحَسَنِہٖ' انہاء السکن ۲۴

یعنی ''حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تلخیص میں سکوت اس بات پر دال ہے کہ حدیث ہذا صحیح ہے یا حسن۔''

اور امام ابن دقیق العید نے باقاعدہ اس سے استدلال کیا ہے، کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہے اور صاحب ''سفر السعادۃ'' علاّمہ مجدالدین فیروز آبادی رقمطراز ہیں: کہ کثرتِ روایات کی وجہ سے (تین مواقع پر ثابت شدہ رفع الیدین) متواتر حدیث کے مشابہ ہے۔ اس مسئلہ میں چار سو حدیثیں اور آثار آئے ہیں۔ عشرہ مبشرہ صحابہ (جنہیں حضور ﷺ نے ان کی زندگی میں جنتی کہا تھا) نے ان کو روایت کیا ہے۔ رسول ا ﷺ اس طرح نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے رحلت فرماگئے۔ اس کے سوا کچھ ثابت نہیں (بحوالہ ''صلوٰۃ الرسول'' ﷺ مولانا سیالکوٹی مرحوم) مسئلہ ہذا کو احادیث میں 'کان یقیل یا کان یصلّی'' سے تعبیر کیا گیا ہے، جو اس کے استمرار کی دلیل ہے۔ اہلِ علم اس بات سے واقف ہیں کہ کام فعل مضارع پر دوام و استمرار کا فائدہ دیتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تلخیص الحبیر'' میں ایک روایت نقل کی جس کے الفاظ یوں ہیں:

'زَادَالبَیہَقِیُّ فَمَازَالَت تِلکَ صَلَاتُہٗ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ۔' (۲۱/۱)

''بیہقی نے یہ زیادتی کی ہے کہ آپ کی نماز اسی طرح رفع یدین کے ساتھ رہی، حتیٰ کہ ا سے جاملے۔''

حدیث ہذا دوام و استمرار رفع یدین کی واضح دلیل ہے۔ اس اضافہ پر بعض حنفیہ کا اعتراض ہے۔ یہ ٹکڑا تو ''سنن کبری'' بیہقی میں موجود نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''سنن کبریٰ'' بیہقی کا حوالہ نہیں دیا بلکہ بیہقی کی طرف نسبت کی ہے۔ مختصر خلافیات بیہقی میں یہ الفاظ موجود ہیں، اس کتاب کا قلمی نسخہ 'مکتبہ حرم مکی'' میں محفوظ ہے۔ اس کا فوٹو میرے پاس موجود ہے۔ اس میں واضح طور پر یہ الفاظ تحریر ہیں:

البتہ بعض متعصب حنفیوں نے حضرت جابر بن سمرہ کی روایت:

'قَالَ خَرَجَ عَلَینَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ مَالِی اَرَاکُم رَافِعِی اَیدِیکُم، کَاَنَّہَا اَذنَابُ خَیلٍ شُمسٍ؟ اُسکُنُوا فِی الصَّلٰوۃِ۔' صحیح مسلم، بَابُ الاَمرِ بِالسُّکُونِ فِی الصَّلَاۃِ، وَالنَّہیِ عَنِ الاِشَارَۃِ بِالیَدِ... الخ، رقم: ۴۳۰

'کہا، رسول ا ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کہ کیا ہے میں تمہارے ہاتھوں کو اٹھے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔''

سے اس کو منسوخ قرار دینے کی ناکام سعی کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے جواب میں رقمطراز ہیں: اس میں رفع یدین کے مخصوص ہیئت پر مخصوص مقام میں منع ہونے کی دلیل

نہیں۔ اور وہ رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت۔ اس لیے کہ یہ طویل حدیث بھی مسلم ہی میں حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے جس میں یہ ہے کہ صحابہ ''السّلام علیکم ورحمۃ ا '' کے وقت دائیں بائیں اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ، ...الخ، رقم: ۴۳۱) صرف اس سے روکا گیا ہے۔

چند سطور بعد امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں جس نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بوقتِ رکوع رفع یدین کے منع ہونے پر دلیل لی، اس کا علم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات مشہور ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ حالت تشہد کا واقعہ ہے ملاحظہ ہو! التلخیص (۱/ ۲۲۱)

صحیح مسلم کے حواشی پر امام نووی رحمہ اللہ نے بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے:

'بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلٰوةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ ...الخ'

حنفیوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اُسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ الفاظ عام ہیں اور اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے: اَلْعِبرَةُ بِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوصِ السَّبَبِ۔ یعنی اعتبار عمومی الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصی سبب کا۔

بناء بریں یہ الفاظ اپنے عموم کے اعتبار سے ''عندالرکوع'' رفع یدین کو بھی شامل ہیں۔ حضرات اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حدیث ہٰذا اپنے عموم کے اعتبار سے تکبیرِ تحریمہ تکبیرِ قنوت اور تکبیرِ عیدین وغیرہ سب کو شامل ہے۔ لہٰذا حنفیہ کو ان مواقع پر بھی ''رفع الایدی'' کا قائل نہیں ہونا چاہیے۔ جب کہ حقیقتِ حال اس کے خلاف ہے۔ صاحبِ ''ہدایہ'' نے امام شافعی رحمہ اللہ کے خلاف دلیل قائم کرتے ہوئے کہا کہ ''عندالرکوع'' رفع یدین کا وجود نہیں۔ اس کے لیے ایک مصنوعی روایت سے احتجاج لینے کی سعی کی ہے۔ جس کے الفاظ یوں ہیں:

'لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ، وَتَكْبِيرَةِ الْقُنُوتِ، وَتَكْبِيرَةِ الْعِيدَيْنِ، وَذَكَرَ الْأَرْبَعَ فِي الْحَجِّ' ہدایہ جز، اوّل ص ۹۶

دوسری بات یہ ہے کہ حنفی اصولوں کی سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ ان کے اصول فروع کے تابع ہیں۔ جب کہ دیگر مذاہب میں بالعموم اور مذاہبِ ثلاثہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ کے ہاں بالخصوص فروع اصولوں کے تابع ہیں۔ اسی بناء پر نسبتاً ان کا استقامت کا پہلو نمایاں ہے جب کہ حنفیوں کی حالت یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں ٹکراؤ نظر آتا ہے، وہاں ایک نیا اصول گھڑ لیتے ہیں۔ دوسری جگہ یہی اصول ٹوٹ جاتا ہے۔ اس بناء پر ''اصول الشاشی'' کو مجموعہ تضادات کہا جاتا ہے۔ بلکہ صاحب اصول شاشی انکار حدیث کے بانی نظر آتے ہیں۔ ''وا المستعان''

بالاِختصار زیرِ بحث مسئلہ پر غور فرمائیں! 'اُسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ' میں حنفیوں نے بزعمِ خود عموم کو لیا ہے۔ اور سببِ ورود حدیث کو نظر انداز کر دیا ہے۔ دوسری طرف جمہور اہلِ علم کا مسلک یہ ہے کہ عورت ''اعسار بالنفقہ'' (اخراجات کی تنگی) کی بناء پر خاوند سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ قرآن کی آیت وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ''اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رکھو کہ انہیں تکلیف دو''۔ کے عموم سے ان کا استدلال ہے۔ لیکن حنفی مسلک میں خرچہ کی تنگی کی بناء پر عورت طلاق کا مطالبہ کرنے کی مجاز نہیں۔ جب ان لوگوں کے سامنے عمومی آیت وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا پش کی جاتی ہے، تو اس کا جواب بجائے عموم پر عمل کے یہ دیتے ہیں کہ آیت ہذا اپنے سببِ نزول کے ساتھ مخصوص ہے۔ جس طرح کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا، جب عدت گزرنے لگتی تو وہ رجوع کر لیتا تب ا رب العزت نے آیت وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا نازل فرمائی۔

غور فرمائیے! یہاں حنفیوں نے عمداً عموم آیت کو چھوڑ کر سبب سے مقید کیا ہے، جب کہ حدیث کے عموم کو لے لیا ہے، اور سبب کو ترک کر دیا ہے۔ اس مثال سے معلوم ہوا کہ اصول کے نام پر بے اصولی کرنا حنفیوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ ''اَلْحَذَرُ كُلَّ الْحَذَرِ اَيُّهَا الْعَاقِلُ الْبَصِيرُ۔''

خلاصہ یہ ہے کہ رکوع میں جاتے ہوئے، اور رکوع سے اٹھ کر رسول ا ﷺ نے تاحیات رفع یدین کیا ہے۔ اس کا ترک قطعاً آپ سے ثابت نہیں۔ فرمایا: 'صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي

أُصَلِّی ‘‘ "صحیح البخاری، بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا کَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَکَذٰلِکَ بِعَرَفَةَ وَجَمعٍ ...الخ، رقم : ٦٣١" نماز ٹھیک اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔

دعا ہے !ا جل جلالہ جملہ مسلمانوں کو سنت پر عمل اور اس پر ثابت قدمی کی توفیق بخشے۔ آمین!

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :469

محدث فتویٰ